حضرت زینب بنت ام سلمہؓ کا علمی مقام اور فقہی خدمات: تحقیقی مطالعہ

Scholarly Position of Hazrat Zenab (R.A.) and her contributions to Islamic Jurisprudence: A research study

ڈاکٹر عائشہ صنوبر*

ڈاکٹر احسان اللہ چشتی**

Abstract:

Hazrat Zenab is a great lady of Islam. She was the daughter of Abu Salma (R.A.) al-Makhzumi, the great companion of Holy Prophet (peace be upon him). She narrated seven *Ahadith* directly from Holy Prophet (peace be upon him). Hazrat Zenab (R.A.) quickly grew to become known as an incredible scholar of Madinah, particularly in the field of Fiqh. She was an ardent and zealous student of Islamic jurisprudence. She has not only described *Ahadith* and reported her observations of events, but also interpreted them. She was ever-ready to guide the common people in religious matters. As a teacher she had a clear and persuasive manner of speech. Hazrat Zenab (R.A.) is a role model for women. She taught Islam too many people. She was an authority on many matters of Islamic Law, especially those concerning women. In this article an effort has been made to describe her services as her life shows to what height Muslim women can rise.

Keywords: Hazrat Zenab, scholar, Umm-e-Salma, women, Islamic law.

تعارف:

عہد صحابہ وصحابیاتؓ فقہ کی نشو ونما کا دور ہے یہ دور عہد خلفائے راشدین سے دوسری صدی ہجری کے آغاز تک محیط ہے۔[1] فقہ کا ارتقاء تدریجاً نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ہوا اور دور صحابہ کرامؓ میں فقہ نے نشو ونما پائی جب فتوحات اسلامیہ میں وسعت آئی اور مختلف النسل اور مختلف معاشروں کے مختلف مسائل درپیش ہوئے، اور معاشرہ میں حقوق و فرائض کا تعین اور امن وامان کا قیام فقہ ہی کی بدولت ہوا[2]۔ عہد صحابہ کا دور جو کہ (۱ھ تا ۱۱۰ھ) پر محیط

* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ سردار بہادر خان یونیورسٹی، کوئٹہ snober_84@hotmail.com

** لیکچرر ادارۂ تحقیقات اسلامی، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد ihsanullah.chishti@iiu.edu.pk

ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد درسگاہ نبوی ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ نے دینی علوم کی ترویج وتبلیغ کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں،اور کتاب وسنت، فقہ وفتویٰ اور دینی علوم کے حامل ومبلغ اور معلم وترجمان ہونے کی حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ حضرات صحابہ کرامؓ کے پیش نظر اللہ کا یہ فرمان تھا۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ [3] ((مومنو!) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو۔)

اسی طرح ایک دوسری آیت مبارکہ میں فرمان ربانی ہے:

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ [4] (اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔)

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ:أن النبی صلی اللہ علیہ و سلم قال "بلّغوا عنّي وَلَوْ آيَةً،وحدّثوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فليتبوأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ [5] (تم پہنچاؤ مجھ سے خواہ وہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو اور بنی اسرائیل سے (اسرائیلی روایات) بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں اور جس شخص نے جان بوجھ کر میری نسبت سے جھوٹ بولا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔)

یہ ایک ایسا احساس ذمہ داری تھا جس کی وجہ سے صحابہ کرامؓ نے اشاعت دین میں نہایت احتیاط سے کام لیا۔ وصال نبی ﷺ کے وقت ایسے صحابہ کرامؓ کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی جہنوں نے براہ راست نبی کریم ﷺ سے تعلیم حاصل کی اور آپ ﷺ کی زیارت کی۔ حافظ ابن حجر صحابہ کرامؓ کی تعداد قریباً ایک لاکھ لکھتے ہیں کہ توفی النّبی صلی اللہ علیہ وسلم، ومن رآہ وسمع منہ زیادۃ عن مائۃ ألف إنسان من رجل وامرأۃ کلھم قدروی عنہ سماعا ورؤیۃ [6] (نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ایک لاکھ انسان مرد وخواتین تھے جہنوں نے آپ ﷺ کو دیکھا اور آپ ﷺ سے احادیث سن کر روایت کیں۔)

ان صحابہ وصحابیات کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے قیام کے مقامات پر نبی کریم ﷺ کی ہدایت وتاکید کے مطابق اپنے اپنے حلقوں اور مجلسوں میں کتاب وسنت، فقہ وفتویٰ کی تعلیم دیتے رہے۔ دور صحابہ وصحابیاتؓ کی خصوصیت یہ ہے کہ صحابہ و صحابیات کرامؓ نبی کریم ﷺ کے تربیت یافتہ تھے۔ احکام شریعہ ، قرآن وسنت کی تابعین وتبع تابعین کو تعلیم دی۔ یہ نبی کریم ﷺ کی تربیت ہی تھی کہ صحابہ کرامؓ کے افعال واقوال حضور ﷺ کی تعلیمات کے مطابق تھے اور صحابہ کرامؓ نے اسلام کی دعوت وتبلیغ کے لیے اپنی زندگیاں وقف کیں۔ صحابہ کرامؓ کو

مسائل پیش آتے تو قرآن وسنت کی روشنی میں حل تلاش کرتے اور حضرات صحابہؓ وصحابیاتؓ کرام سے فتویٰ لیا جاتا اسی لیے تابعین وتابعیات کتب احادیث میں مرفوع احادیث کے ساتھ ساتھ صحابہ وصحابیاتؓ کے اقوال واعمال کو بھی جمع کیا۔ خلافت راشدہ میں فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا تو صحابہ کرامؓ نے تبلیغ دین کی ذمہ داری کو ادا کرنے کے لیے نئے مفتوحہ علاقوں میں سکونت اختیار کی، اور ریاست کی طرف سے دئے گئے امارت وقضاء کے فرائض کی انجام دہی کے لیے مملکت اسلامیہ کے مختلف علاقوں میں رہائش پذیر ہوئے۔

صحابہ وصحابیات کرامؓ کو نبی کریم ﷺ سے والہانہ محبت وعقیدت تھی جو کہ دین اسلام کی ترویج واشاعت کا باعث بنی۔ اور اس عزت وتکریم کا حکم اللہ پاک نے قرآن پاک میں دیا ہے:

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا [7] (تاکہ (مسلمانو!) تم لوگ خدا پر اور اس کے پیغمبر پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اسکو بزرگ سمجھو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہو۔)

ایک دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ [8] (جو لوگ پیغمبر خدا کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں خدا نے ان کے دل تقویٰ کے لیے آزما لیے ہیں ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے۔)

یہ حکم خداوندی کی تکمیل تھی کہ صحابہ کرامؓ نبی کریم ﷺ کے حلقہ درس میں بیٹھتے گویا سروں پر پرندے بیٹھے ہیں اور بات پست آواز سے کیا کرتے۔ صحابہ کرامؓ کی نبی کریم ﷺ سے محبت کی جھلک صلح حدیبیہ کے موقع پر جب کفار کے نمائندہ نے دیکھی تو قریش مکہ کے پاس جاکر ان الفاظ میں صحابہ کرامؓ کی عقیدت ومحبت کو بیان کیا۔

اے قوم! بخدا میں قیصر وکسریٰ اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے پاس جاچکا ہوں بخدا میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد ﷺ کے ساتھی محمد ﷺ کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم وہ نبی کریم ﷺ کا لعاب بھی نیچے نہیں گرنے دیتے ہاتھوں اور چہروں پر مل لیتے ہیں۔ اور جب آپ ﷺ حکم دیتے ہیں تو وہ بجا آوری کے لیے دوڑتے اور لپکتے ہیں اور جب وضوء کرتے ہیں تو معلوم ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے وضو کے پانی کے لیے لوگ لڑ پڑیں گے اور جب آپ ﷺ کچھ فرماتے تو سب اپنی آوازیں ہلکی کرلیتے اور تعظیم کے سبب کوئی آنکھ اٹھا کر بھرپور نظر سے نہ دیکھ پاتا [9] (سبحان اللہ) ایسی عقیدت ومحبت کہ رسول اللہ ﷺ کے وضوء کا پانی اور لعاب مبارک کو نیچے نہ گرنے دیا جائے، اسی طرح انہوں نے خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے اوامر ونواہی جو شریعت کا حصہ ہیں، کی حفاظت کی اور پوری امانت ودیانت کے ساتھ تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دیا۔

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی تعلیم وتربیت کی اور صحابہ کرامؓ میں تعلیم امت کی فکر بھی پیدا کی۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو وصیت فرمائی کہ إِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ وَإِنَّ رِجَالًا يَأْتُونَكُمْ مِنْ أَقْطَارِ الْأَرَضِينَ يَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ فَإِذَا أَتَوْكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا[10] (لوگ تمہاری پیروی کرنے والے ہوں گے اور وہ تمہارے پاس دنیا کے اطراف سے دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لیے آئیں گے جب وہ تمہارے پاس آئیں تو انہیں اچھی باتیں کی تعلیم دینا۔)

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ پر یہ فریضہ عائد کیا کہ وہ دین اسلام کا پیغام پہنچائیں۔ حجتہ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ[11] (حاضر غائب کو پہنچادے) نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق صحابہ کرامؓ نے اپنی زندگیاں تبلیغ اسلام کے لیے وقف کیں اور مملکت اسلامیہ کے ہر گوشہ میں علمی مجالس قائم کیں۔ اور تاکید فرمائی۔ أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ[12] (خبردار حاضر غائب کو پہنچادے۔)

امہات المؤمنین نے احکام شریعہ وحدیث کی ترویج واشاعت میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں ہیں۔ امہات المؤمنینؓ میں سب سے آخر میں انتقال حضرت ام سلمہؓ کا ہوا[13]۔ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد قریباً نصف صدی تک امہات المؤمنینؓ نے خدمات سرانجام دیں۔ قرآن وسنت اور شریعت کے احکام سیکھنے کے لیے لوگ امہات المؤمنینؓ کے پاس آتے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ اکابر صحابہ فقہاء صحابہ کی طرح حدیث وفقہ، فتاوی، طب، انساب، اشعار کئی علوم میں مرجع تھیں۔ حضرت عائشہؓ اپنے حجرے میں ہوتیں اور لوگ ان سے اپنے مسائل دریافت کرتے جبکہ دور دراز کے شہروں سے خطوط کے ذریعہ مسائل پوچھے جاتے۔ مَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثٌ قَطُّ فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا[14] (ہمیں کبھی کوئی ایسی مشکل بات پیش نہیں آئی جس کو ہم نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا ہو اور ان کے پاس اس مسئلہ سے متعلق کچھ معلومات نہ ہوں۔)

حضرت عائشہؓ سے نہ صرف عام صحابہ کرامؓ مسائل پوچھتے تھے، بلکہ کبار صحابہ کرامؓ بھی حضرت عائشہؓ سے مسائل پوچھتے تھے۔ كَانَتْ عَائِشَةُ أَعْلَمَ النَّاسِ، يَسْأَلُهَا الْأَكَابِرُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم[15] (حضرت عائشہؓ تمام لوگوں سے زیادہ عالمہ تھیں اکابر صحابہ کرامؓ ان سے پوچھا کرتے تھے۔) حضرت عروہؒ بن زبیر حضرت عائشہؓ کے بھتیجے تھے اور ان کی علمی تربیت حضرت عائشہؓ نے کی تھی۔ حضرت عائشہؓ نے علوم شرعیہ کے قریباً ایک چوتھائی احکام روایت کئے ہیں[16]۔ حضرت ام سلمہؓ کا علمی درجہ دیگر صحابیاتؓ سے بلند تھا۔ حضرت ام سلمہؓ

علم کی ترویج واشاعت گراں قدر خدمات دیں اور حضرت ام سلمہؓ کا حلقہء درس کافی وسیع تھا۔ كَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يَحْفَظْنَ مِنْ حَدِيثِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم كَثِيرًا وَلَا مِثْلًا لِعَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ[17] (حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ نے نبی کریم ﷺ سے کثیر احادیث روایت کیں ہیں۔)

حضرت ام سلمہؓ کا راویان حدیث میں تیسرے طبقہ میں شمار ہوتا ہے جبکہ فقہی اعتبار سے صاحب فتویٰ صحابہ کے طبقہ ثانیہ میں شامل ہیں[18]۔ امہات المؤمنین کی تربیت سے کبار وصغار صحابیات رضی اللہ عنہا مستفید ہوئیں۔ ان بابرکت ہستیوں میں ایک درخشاں ستارۂ حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ زیر نظر مقالہ میں حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی فقہی خدمات کا احاطہ پیش کیا گیا ہے۔ مقالہ ہذا بنیادی طور پر دو حصوں پر مشتمل ہے، مقالہ کا پہلا حصہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مختصر تعارف جبکہ دوسرا حصہ آپ رضی اللہ عنہا کی فقہی خدمات سے متعلق ہے۔

حضرت زینب بنت ام سلمہؓ کا مختصر تعارف:

حضرت زینب بنت ام سلمہؓ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ اور صحابی رسول حضرت ابو سلمہؓ کی بیٹی تھیں۔ آپؓ کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔ زینب بنت ابی سلمہ بن عبد الاسد بن ہلال المخزومیہ[19] حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو سلمہؓ نے کفار مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آکر ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ وہاں اللہ نے انہیں اولاد سے نوازا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی پیدائش کے بارے میں روایت ہے: ولدت زینب بنت ابی سلمه بأرض الحبشة[20] (حضرت بنت ابی سلمہؓ کی ولادت حبشہ میں ہوئی۔)

جب حبشہ میں سکونت پذیر مسلمانوں کو ہجرت مدینہ کی خبر ملی تو انہوں نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت کیں۔ حضرت ابو سلمہؓ اپنے اہل وعیال کے ساتھ مدینہ تشریف لے آئے۔ تاہم غزوۂ احد کے موقع پر ایک کاری زخم آیا جو کہ بظاہر طور پر ٹھیک ہو چلا تھا۔ لیکن ۴ ہجری میں بنو اسد سے جہاد کے دوران یہ زخم تازہ ہو گیا جس سے آپ رضی اللہ عنہ جانبر نہ ہو سکے اور راہ حق میں شہادت نوش فرمائی۔ جب حضرت ام سلمہؓ کی عدت مکمل ہونے کے بعد حضرت ام سلمہؓ کا نکاح نبی کریم ﷺ سے ہوا۔ حضرت ام سلمہؓ کے بچوں کی کفالت کا ذمہ رسول اللہ ﷺ نے لے لیا اور حضرت زینبؓ اس وقت کم سن تھیں اسی لیے انہیں ربيبة[21] رسول ﷺ کا لقب ملا[22]۔ ربيبة کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ[23] (اور تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہاری گود میں پرورش پائی ہے۔)

حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ کی خوش قسمتی ہے کہ ان کی پرورش نبی کریم ﷺ کے گھر میں ہوئی۔ اس طرح حضرت زینب رضی اللہ عنہ کی تعلیم وتربیت نبی کریم ﷺ کے گھر میں ہوئی۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ کا نام پہلے برّۃ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے تبدیل کر کے زینب[24] رکھ دیا۔ اپنے نام کی تبدیلی کے بارے میں حضرت زینبؓ روایت کرتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے برہ نام رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ میرا نام برّہ تھا تو آپ ﷺ نے (نام بدلنے کی علت بیان کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا:

لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمُ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ[25] (اپنی تعریف خود نہ کرو اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے نیک کون ہے۔)

اہل خانہ نے پوچھا کہ پھر ہم اس کا کیا نام رکھیں آپ ﷺ نے فرمایا اس کا نام زینب رکھ لو[26]۔

حضرت زینبؓ بنت ابو سلمہ کی شادی کے بارے میں ابن سعد نے لکھا ہے کہ حضرت زینبؓ کی شادی عبد اللہ بن زمعہ بن الاسود بن عبد المطلب بن اسد بن عبد العزی سے ہوئی[27]۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حضرت زینبؓ بنت ابو سلمہؓ کو کثیر اور نیک اولاد سے نوازا ان کی اولاد میں عبد الرحمن، یزید، وھبا۔ اباسلمۃ کبیرا، اباعبیدۃ، قریبۃ، ام کلثوم اور ام سلمہ ہیں[28]۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ انہیں اہل بیت میں شامل کیا گیا۔

علامہ الذھبی لکھتے ہیں کہ:

زینب بنت أبی سلمه رَحْمَةُ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُم أَهْلَ البَيْتِ[29] حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ اہل بیت میں سے تھیں۔

حضرت زینب بنت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے ۷۳ھ کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ جب ان کی میت جنت البقیع میں لائی گئی تو یہ صبح سویرے کا وقت تھا[30] عبد اللہ بن عمرؓ جنازے میں شریک ہوئے آپؓ نے ان کے اہل خانہ سے کہا چاہو تو ابھی جنازہ پڑھ لو اور اگر چاہو کچھ دیر انتظار کر لو تا کہ سورج قدرے مزید چڑھ آئے[31]۔

حضرت زینب بنت ابو سلمہ رضی اللہ عنہا نے کی فقہی خدمات:

اللہ تعالی نے حضرت زینب بنت ابو سلمہ رضی اللہ عنہا کو ذہانت اور فہم و ادراک عطاء فرمایا اور آپؓ کی پرورش اور علمی تربیت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کی۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ نے اپنی والدہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے متعدد احادیث روایت کیں ہیں۔ جبکہ علم وفقہ کے اعتبار سے آپ رضی اللہ عنہا بلند مرتبہ پر فائز تھیں۔ بکر بن عبد اللہ المزنی[32] کہتے ہیں کہ مجھے ابو رافع[33] نے بتایا کہ جب بھی میں مدینہ منورہ کی کسی فقیہہ،

عالمہ، فاضلہ خاتون کا تذکرہ کرتا تو حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کرتا ہوں[34]۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا مسائل پر فتویٰ بھی دیتی اور آپؓ کا شمار مقلین فتاویٰ میں ہوتا ہے[35]۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا احادیث سنتی اور حفظ کیا کرتی تھیں اور آپؓ اہل مدینہ میں ثقہ راویہ ہیں[36]۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو درج ذیل علوم پر مہارت حاصل تھی۔ الْجَنَائِزَ وَالنِّكَاحِ وَالطَّلَاقِ وبدء الخلق وصفة النّبِي صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسلم والفتن[37] (جنائز، نکاح، طلاق، بدئ الخلق، صفۃ النبی ﷺ اور فتن کے بارے میں مہارت رکھتی تھی۔) حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ کا حلقۂ درس بہت وسیع تھا۔ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ اور امہات المؤمنین حضرت ام سلمہؓ، حضرت عائشہؓ اور دیگر امہات المؤمنین سے کسب فیض کیا۔ آپؓ کے شاگردوں کی تعداد کثیر ہے۔ تاہم چند ایک کے نام درج ذیل ہیں۔ عروہ بن زبیر علی بن حسین، قاسم بن محمدؒ اور حضرت زینبؓ کے بیٹے عبیدہ بن عبداللہ بن زمعہؓ، ابو قلابہ العربی، کلیب بن وائل، محمد بن عمر بن عطاء، عراک بن مالک[38]۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بہت سی فقہی روایات منقول ہیں جن میں سے چند فقہی روایات کا تذکرہ ذیل میں کیا جائے گا۔

محرم کسی شرعی عذر کی وجہ سے سوار ہو کر طواف کر سکتا ہے:

حج ایک عظیم عبادت ہے اور ارکان اسلام میں سے ہے، صاحب حیثیت مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔ حج کے دوران اگر حج کرنے والے کو کوئی شرعی عذر لاحق ہو جائے اور پیدل طواف نہ کر سکے تو شریعت اسلامیہ کا کیا حکم ہے؟ اس مسئلہ کے بارے میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے:

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَشْتَكِي قَالَ طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِ الطُّورِ وَ كِتَابٍ مَسْطُور[39]۔ (حضرت عروہ بن زبیر، حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے، اور وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی، کہ میں بیمار ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے سے طواف کرو، میں نے طواف کیا اور رسول ﷺ کعبہ کے ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہے تھے، (جس میں آپ ﷺ) سورت طور کی تلاوت فرما رہے تھے۔)

درج بالا روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی شرعی عذر کی صورت میں محرم سوار ہو کر طواف کر سکتا ہے، لیکن اس بات کا خیال رکھے کہ دوسرے حجاج کرام کو اس سے کسی قسم کا حرج لاحق نہ ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ سوار کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ پیادہ حجاج کرام کے پیچھے چلے۔

عدت اور سوگ کی مدت:

عدت اور سوگ میں فرق ہے۔ عدت کی مدت صرف بیوہ یا مطلقہ کے لیے لازم ہے اور اس کی مدت کے بارے میں قرآن و سنت میں صریحاً تعلیمات دی گئی ہیں۔ جبکہ سوگ وہ کیفیت ہے جو کہ کسی بھی رشتہ (قریبی یا دور) کے انتقال پر اختیار کی جائے۔ سوگ کی مدت کے بارے میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا روایت کرتیں ہیں:

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ بِهِ ثُمَّ قَالَتْ مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا[40]۔ (حمید بن نافع، حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے اسے خبر دی ہے کہ میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی ﷺ کے پاس پہنچی تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی ایسی عورت کے لیے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے سوائے شوہر کے کہ اس کی وفات پر چار مہینے دس دن سوگ کرے گی، پھر میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس گئی۔ جب ان کے بھائی نے انتقال کیا تھا انہوں نے خوشبو منگوائی اور اس کو ملا، پھر کہا کہ مجھ کو خوشبو کی ضرورت نہ تھی مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لیے حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی میت پر سوگ کرے، مگر شوہر پر چار مہینہ دس دن تک سوگ کرے گی۔)

درج بالا روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی میت پر تین دن سوگ کی مدت ہے۔ اور تین دن کے بعد عام حالات کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے۔ جب کہ بیوہ کی عدت کی مدت چار ماہ دس دن ہے۔ اور بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن رکھنے میں تحفظ نسل اور بیوہ کی ذہنی و نفسیاتی حالت کی درستگی جیسی حکمتیں ہیں۔

فرض غسل کی روایت:

دین اسلام دین فطرت ہے۔ اسلام طہارت و پاکیزگی اور صفائی کا حکم دیتا ہے۔ حدث اصغر کی صورت میں وضو واجب جبکہ حدث اکبر کی صورت میں غسل کو واجب قرار دیتا ہے۔ غسل کے واجب ہونے کی کئی صورتیں ہیں۔ جن میں سے ایک صورت یہ ہے کہ اگر کسی مرد / عورت کو احتلام ہو جائے تو کیا اس پر غسل واجب ہو گا اس مسئلہ کے

بارے میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا روایت کرتیں ہیں کہ

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنْ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ الْغَسْلُ إِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ فَضَحِكَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ تَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِمَ يُشْبِهُ الْوَلَدُ[41]۔ (ہشام بن عروہ اپنے والد سے اور وہ حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتیں ہیں کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اللہ حق بات سے شرم نہیں فرماتا اگر عورت کو احتلام ہو جائے تو کیا اس پر بھی غسل فرض ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! جب وہ تری دیکھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر ہنسنے لگیں اور کہا کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ تو رسول ﷺ نے فرمایا (اگر ایسا نہیں ہے) تو اولاد میں اس کی مشابہت کیسے آتی ہے۔) درج بالا حدیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ احتلام کی صورت میں جب محتلم تری دیکھے تو محتلم پر غسل واجب ہے۔

دو بہنوں سے ایک وقت میں نکاح جائز نہیں:

ایک صاحب حیثیت مسلمان اپنی استطاعت کے مطابق ایک سے زائد نکاح کر سکتا ہے اس شرط پہ کہ وہ اپنی بیویوں کے انصاف کا سلوک کرے گا۔ جبکہ دو بہنوں سے بیک وقت نکاح کے بارے میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتیں ہیں:

أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ انْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ وَتُحِبِّينَ ذَلِكِ قُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي الْخَيْرِ أُخْتِي فَقَالَ إِنَّ ذَلِكِ لَا يَحِلُّ لِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَوَاللَّهِ إِنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَاللَّهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا بِنْتُ أَخِي مِنْ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ ثُوَيْبَةُ أَعْتَقَهَا أَبُو لَهَبٍ[42]۔ (مجھے خبر دی ہے عروہ نے کہ اسے خبر دی حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے، کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میری بہن بنت ابو سفیان سے آپ ﷺ نکاح کرلیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کو پسند کرتی ہے میں نے عرض کیا جی ہاں! میں آپ ﷺ کے لیے تنہا نہیں رہنا چاہتی بلکہ چاہتی ہوں کہ اس خیر میں میری بہن بھی شریک ہو آپ ﷺ نے فرمایا وہ میرے لیے حلال نہیں میں نے عرض کیا یارسول ﷺ! واللہ ہم میں تو یہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ آپ ﷺ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت درہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ام سلمہ رضی

اللہ عنہا کی بیٹی سے؟ میں نے کہا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! اگر وہ میری ربیبہ نہ بھی ہوتی تب بھی وہ میرے لیے حلال نہیں کیونکہ وہ میری رضاعی بھتیجی ہے مجھ کو اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہا کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے اس لیے مجھ پر اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو پیش نہ کرو اور شعیب نے زہری سے نقل کیا عروہ نے بیان کیا کہ ثویبہ کو ابو لہب نے آزاد کر دیا تھا۔)

درج بالا روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک وقت میں دو بہنوں سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ رضاعی رشتوں میں حرمت نسبی رشتوں کی طرح ہوتی ہے۔ مزید برآں یہ کہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے اپنی بہن کے ساتھ نکاح کی پیش کش اس لیے کی کہ جو اعزاز ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو حضور پاک ﷺ کے عقد مبارک میں آنے پر ملا اس میں اپنی بہن کو بھی شامل کرنا چاہتی تھیں۔ لیکن آپ ﷺ نے منع فرما دیا اور تصریح فرمائی کہ بیک وقت دو بہنوں سے نکاح جائز نہیں۔

نظر بد سے تحفظ کے لیے دم کرنا جائز ہے:

اس کارخانۂ کارساز میں بہت سی مرئی اور غیر مرئی قوتیں کار فرما ہیں۔ اور تحفظ کے پیش نظر مختلف مواقع کے لیے مختلف دعائیں سکھائی گئی ہیں۔ نظر بد ہونے کی صورت میں دم کرنا جائز ہے، حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي بَيْتِهَا جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ فَقَالَ اسْتَرْقُوا لَهَا فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ[43]۔ (عروہ بن زبیر، حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے، اور وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھر میں ایک لڑکی کو دیکھا جس کے چہرے پر نشان تھے، آپ ﷺ نے فرمایا اس کو دم کرو، اس لیے کہ اس کو نظر لگ گئی ہے۔)

درج بالا حدیث مبارکہ سے تصریح ہوتی ہے کہ نظر بد ہو سکتی ہے اور اس کے برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ان اثرات سے بچنے کے لیے دم کرنا جائز ہے۔

مخنث سے پردہ کا حکم:

عام طور پر مخنث کو گھروں میں داخلے کی اجازت دی جاتی ہے۔ جس سے وہ زنان خانے میں داخل ہو کر اہل خانہ کے حالات سے واقفیت اصل کر لیتے ہیں اور پھر نامحرموں کو بیان کرتے ہیں۔ جس سے کئی معاشرتی و نفسیاتی برائیاں پیدا

ہوتی ہیں۔لہذا مخنث سے پردہ کے بارے میں حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتیں ہیں کہ
حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ فَقَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ أَخِي أُمِّ سَلَمَةَ يَا عَبْدَ اللَّهِ إِنْ فَتَحَ اللَّهُ لَكُمْ غَدًا الطَّائِفَ فَإِنِّي أَدُلُّكَ عَلَى بِنْتِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هَؤُلَاءِ عَلَيْكُنَّ [44]۔(حضرت عروہؒ، حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے، اور وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تھے اور ان کے گھر میں ایک مخنث (ہیجڑا) بیٹھا ہوا تھا، اس نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا اے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ ! اگر کل اللہ نے تمہیں طائف میں فتح دی تو میں تمہیں غیلان کی ایک لڑکی بتاؤں گا، جس کے آگے سے چار سلوٹیں اور پیچھے سے آگے آٹھ سلوٹیں معلوم ہوتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا یہ لوگ (مخنث) تمہارے پاس نہ آنے پائیں۔)

اس روایت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کو مخنث سے بھی پردہ کا اہتمام کرنا چاہیے اس حکم میں یہ حکمت ہے کہ مخنث جب مرد حضرات میں بیٹھے گا تو ممکن ہے کہ خواتین کی خوبیاں اور محاسن بیان کرے گا جس سے مرد حضرات متاثر ہوسکتے ہیں لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فتنہ کی بیخ کنی کے لیے فرمایا۔

گناہوں کی کثرت وبال کا باعث ہے:

نیکی اور بھلائی سے فلاح و کامرانی نصیب ہوتی ہے جبکہ برائی اور گناہ کی راہ پر چلنے سے قہر مذلت مقدر ٹھہرتی ہے۔نافرمانی اور گناہوں کی کثرت سے معاشرے وبال کا شکار ہو جاتے ہیں۔ معاشرتی و اخلاقی پستیوں میں گر کر دنیا و آخرت میں ناکام و نامراد رہتے ہیں۔اس بارے میں حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتیں ہیں:
عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَزِعًا يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدْ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ وَحَلَّقَ بِإِصْبَعَيْهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ [45]۔(عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ، زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے بیان کیا کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا، زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن ان کے پاس گھبرائے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں عرب کے واسطے خرابی ہے اس شر سے جو عنقریب آنے والا ہے، آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا شگاف کھل گیا ہے اور اپنی انگلیوں میں سے ابہام یعنی انگوٹھا اور اس کے پاس

والی انگلی کا حلقہ بنا کر اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں صالح لوگ موجود ہوں گے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں جب کہ خباثت زیادہ ہو گی۔)

درج بالا روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جب فاسقین اپنے گناہوں پر نادم وشرمندہ ہونے کے بجائے دیدہ دلیری کا مظاہرہ کرنے لگیں اور گناہوں کی کثرت ہو جائے تو اس روش کی وجہ سے اقوام عذاب کا شکار ہو جاتی ہیں اور ایسے میں ان گناہ گاروں کے ساتھ نیک لوگ بھی ہلاک ہو جاتے ہے۔ کیونکہ نیک لوگوں نے اپنے نیک اعمال پر بھروسہ کیا اور لوگوں کو برائی کرنے سے نہیں روکا۔ بلکہ گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ اصلاح معاشرہ کی روش کو ترک کر دیا بس اس سبب کی وجہ سے یہ نیک لوگ بھی ان کے ساتھ عذاب میں مبتلا ہوئے۔

مستحاضہ کے لیے طہارت کا طریقہ:

استحاضہ ایک بیماری ہے جس میں عورت کو خون جاری ہو جاتا ہے۔ اور اس کو ایسے ہی شمار کیا جائے گا جیسے حالت طہر میں ہو۔ مستحاضہ ہونے کی صورت میں عورت طہارت کیسے حاصل کرے اس بارے میں حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتیں ہیں کہ

زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدَّمَ وَكَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَتُصَلِّي وأَخْبَرَنِي أَنَّ أُمَّ بَكْرٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْمَرْأَةِ تَرَى مَا يُرِيبُهَا بَعْدَ الطُّهْرِ إِنَّمَا هِيَ عِرْقٌ أَوْ قَالَ عُرُوقٌ قَالَ أَبُو دَاوُد وَفِي حَدِيثِ ابْنِ عَقِيلٍ الْأَمْرَانِ جَمِيعًا وَقَالَ إِنْ قَوِيتِ فَاغْتَسِلِي لِكُلِّ صَلَاةٍ وَإِلَّا فَاجْمَعِي كَمَا قَالَ الْقَاسِمُ فِي حَدِيثِهِ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْقَوْلُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا[46]۔ (حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک عورت کا خون بہا کرتا تھا اور وہ عورت حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی تو آپ ﷺ نے ان کو ہر نماز کے لیے غسل کرنے اور نماز پڑھنے کا حکم دیا یحیی بن ابی کثیر کہتے ہیں کہ مجھ کو ابو سلمہ نے خبر دی کہ ان کو ام بکر نے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کے متعلق فرمایا جو طہر کے بعد خون دیکھے اور وہ اس کو شک میں ڈال دے کہ یہ ایک رگ کا خون ہے یا یہ فرمایا کہ یہ رگوں کا خون ہے ابوداؤد رحمہ اللہ تعالی علیہ کہ ابن عقیل کی حدیث میں دو امر جن میں آپ ﷺ نے اختیار دیا تھا یہ تھے کہ اگر ممکن ہو تو ہر نماز کے لیے غسل کرو ورنہ ایک غسل سے دو نمازوں کو جمع کر جیسا کہ قاسم نے اپنی حدیث میں ذکر کیا ہے اور یہ قول بواسطہ سعید بن جبیر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ و حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔)

درج بالا حدیث مبارکہ سے تصریح ہوتی ہے کہ مستحاضہ سے نماز ساقط نہیں ہوتی بلکہ مستحاضہ ہر نماز کی ادائیگی کے لیے غسل کر کے طہارت حاصل کر کے نماز ادا کرے گی، یا سہولت کے پیش نظر دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھے اور طہارت ایک غسل سے حاصل کرے۔ دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنے کی یہ صورت ہو گی کہ ایک نماز کو آخری وقت تک مؤخر کرے اور دوسری نماز کو اول وقت میں پڑھے۔

خلاصہ کلام:

حضور اکرم ﷺ کی تعلیم و تربیت سے صحابہ و صحابیات رضی اللہ عنہم میں دین اسلام کی تعلیم و تبلیغ کی ایک ایسی لگن پیدا ہوئی کہ اطراف عالم میں دین اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دی۔ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے موافق ہر معاملہ میں عمل کیا۔ دین اسلام کی ذیلی علوم تفسیر، حدیث، فقہ و اصول فقہ، تاریخ، زبان و ادب، لغت، دعوت و تبلیغ وغیرہ کی تعلیم و ترویج میں گراں قدر خدمات انجام دی۔ اور اس سلسلے میں احتیاط کا یہ عالم تھا کہ ان سے کئے گئے سوال میں وہی فتویٰ دیا جو اس جیسے سوال میں رسول اللہ ﷺ نے دیا تھا۔ عوام الناس کو فرائض، احکام، سنن، حلال حرام کی تعلیم کے لیے حسن نیت اور قرب الٰہی کے جذبہ کے ساتھ اپنی زندگیاں وقف کر دیں اور اسی میں اپنے اوقات کار بسر کئے۔ حضرت زینت بنت ام سلمہ رضی عنہا ایک عظیم فقہیہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خصوصی ذہانت و فطانت سے نوازا۔ آپ کی صلاحیتوں کو ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی تربیت نے مزید جلا ملی۔ اس کے علاوہ آپ نے دیگر امہات المؤمنین اوراور کبار صحابہ و صحابیات رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث روایت کیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا دینی مسائل اور شرعی احکام پر مکمل عبور حاصل تھا۔ آپ شریعت اسلامیہ کی دقیقہ رسی سے بخوبی آگاہ تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہ نے حدیث و شریعی احکام کی ترویج و اشاعت میں گراں قدر خدمات سرانجام دی۔ آپ کا شمار مقلین فتویٰ میں ہوتا ہے۔

حوالہ جات

[1] محمد بن حسن الثعالبی، الفکر السامی فی تاریخ الفقہ الاسلامی، رباط: ادارۃ المعارف، ۱۳۴۰ھ، ج۱، ص ۲

[2] وھبۃ الزحیلی، الفِقهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ، بیروت: دار الفکر، ط ۱۴۰۵ھ، ص۱۸

[3] القرآن۔ سورہ آل عمران آیت ۱۱۰

[4] القرآن۔ سورہ آل عمران آیت ۱۰۴

[5] محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري، صحیح بخاری، بیروت: دار ابن کثیر الیمامۃ، ۱۹۸۷ء، کتاب الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، حدیث ۳۲۷۴، ج ۳، ص ۱۲۷۵؛ محمد بن حبان بن أحمد ابن حبان، صحیح ابن حبان، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۹۹۳، ذِكْرُ الْإِبَاحَةِ لِلْمَرْءِ أَنْ يُحَدِّثَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَأَخْبَارِهِمْ، حدیث ۶۲۵۶، ج ۱۴، ص ۱۴۹؛ محمد بن عیسی أبو عیسی الترمذی، الجامع الصحیح سنن الترمذي، بیروت، دار إحیاء التراث العربي، کتاب العلم، باب الحدیث عن بنی اسرائیل، حدیث ۲۶۶۹، ج ۵، ص ۴۰؛ عبد اللہ بن عبد الرحمن أبو محمد الدارمی، سنن الدارمی، بیروت: دار الکتاب العربي، ۱۴۰۷؛ المقدمہ، باب البلاغ عن رسول اللہ ﷺ و تعلیم السنن، ج ۱، ص ۱۴۵

[6] أحمد بن علي بن محمد ابن حجر عسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۵ھ، ج ۱، ص ۳

[7] القرآن۔ سورۃ الفتح آیت ۹

[8] القرآن۔ سورۃ الحجرات آیت ۳

[9] صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع أهل الحرب وکتابۃ الشروط، حدیث ۲۵۸۱، ج ۲، ص ۹۷۴

[10] سنن الترمذي، کتاب العلم، باب ماجاء فی الا استیصاء من یطلب العلم، حدیث ۲۶۵۰، ج ۵، ص ۳۰

[11] صحیح بخاری، کتاب العلم، باب لیبلغ الشاھد العائب، حدیث ۱۰۴، ج ۱، ص ۵۱

[12] ایضاً، حدیث ۱۰۵، ج ۱، ص ۵۲

[13] ابن حجر عسقلانی، الأصابۃ في تمیز الصحابۃ، ج ۴، ص ۴۶۰

[14] جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب من فضل عائشہؓ، حدیث ۳۸۸۳، ج ۵، ص ۷۰۵

[15] أحمد بن علي بن محمد ابن حجر عسقلانی، تھذیب التھذیب، الھند: دائرۃ المعارف النظامیۃ، ۱۳۲۶ھ، ج ۱۲، ص ۴۳۵

[16] أحمد بن علي بن محمد ابن حجر عسقلانی، ، فتح الباری شرح صحیح البخاري، بیروت، دار المعرفۃ، ۱۳۷۹ھ، ج ۷، ص ۸۲۔۸۳

[17] محمد بن سعد بن منیع ابن سعد، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۰، الطبقات الکبریٰ، ج ۵، ص ۳۲۸

[18] محمد بن أبي بکر بن أیوب بن سعد ابن القیم، اعلام المؤقعین عن رب العالمین، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۱، ج ۱، ص ۱۰

[19] محمد ابن سعد ابن منیع البصری الزہری، الطبقات الکبری، ج ۸، ص ۴۶۱؛ یوسف بن عبد اللہ بن محمد أبو عمر، الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، بیروت: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ، ج ۳، ص ۳۱۲؛ أبو عبد اللہ محمد بن أحمد سیر الذھبی، أعلام النبلاء، القاھرۃ: دار الحدیث ۲۰۰۶، ج ۳، ص ۲۰۰

[20] ابو بکر احمد ابی خثیمہ، التاریخ الکبیر، القاہرہ: للطباعۃ والنشر، باب حرف الباء، ج ۲، ص ۳۲

[21] بیوی کے پہلے خاوند سے بیٹی جس کی پروش کی جائے۔ ربیب اور ربیبۃ اس لیے کہتے ہیں کہ ان کی والدہ کا دوسرا خاوند ان کی پرورش کرتا ہے۔

[22] احمد بن عبد اللہ ابو الحسن الکوفی، تاریخ الثقات دار الباز، ط ۱، ۱۴۰۵ھ، ج ۱، ص ۵۲۰

[23] القرآن۔ سورۃ النساء آیت ۵

[24] برہ کا معانی نیکی ہے۔ آپ ﷺ نے کئی دیگر صحابہ و صحابیات کے نام بھی تبدیل فرمائے۔ جیسا کہ ام المومنین حضرت زینبؓ اور ام المومنین میمونہؓ کا نام پہلے برّہ تھا۔ جسے آپ ﷺ نے تبدیل فرمادیا۔

[25] محمد بن اسمعیل ابو عبداللہ البخاری،، ادب المفرد، بیروت: دار ایشائر اسلامیہ، ۱۴۰۹ھ، باب تحویل اسم عامیہ، ج۱، ص۲۸

[26] ابن سعد، الطبقات الکبری، ج۸، ص۴۶۱ ؛ أبو نعیم أحمد بن عبد اللہ الاصبہانی، معرفۃ الصحابۃ، الریاض: دار الوطن للنشر، ۱۹۹۸، باب زینب بنت ابی سلمہ، ج۶، ص۳۳۳۸

[27] ابن سعد، طبقات الکبری، ج۸، ص۳۳۷

[28] ایضاً

[29] الذھبی، سیر أعلام النبلاء، ج۱۸، ص۴۰۴

[30] یوسف بن عبد اللہ بن عبد البر النمري، الاستذکار الجامع المذاھب فقھاء، دار قتیبۃ، دمشق، ۱۹۹۳، باب الصلاۃ علی، ج۸، ص۲۶۷

[31] ابن سعد، الطبقات الکبری، ج۸، ص ۲۶۲ ؛ ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج ۱۲، ص ۴۲۱

[32] بکر بن عبد اللہ المزنی تابعی، حافظ آئمہ تابعین کے دوسرے طبقہ سے ہیں۔

[33] ابو رافع مولی رسول اللہ ﷺ، یہ حضرت عباسؓ کے غلام تھے اور حضرت عباسؓ نے نبی کریم ﷺ کو اپنا غلام ابو رافع ھبہ کر دیا اور جب ابو رافع نے حضرت عباسؓ کے اسلام لانے کی خبر نبی کریم ﷺ کو دی تو آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا تفصیل کے لیے دیکھیں الذھبی، سیر أعلام النبلاء، ج۳، ص۱۰

[34] ابن حجر عسقلانی، تھذیب التھذیب، ج ۱۲، ص ۳۲۱

[35] صلاح الدین أبو سعید خلیل بن کیکلدي العلائی، إجمال الإصابۃ في أقوال الصحابۃ، الکویت: جمعیۃ إحیاء التراث الإسلامي، ۱۴۰۷ھ، ج۱، ص۹۶

[36] احمد بن عبد اللہ ابو الحسن العجلی، تاریخ الثقات، دار الباز، ۱۹۸۴ھ ، ج۱، ص ۵۲۰

[37] علی بن الحسن ابو القاسم ابن عساکر، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع ۱۴۱۵ھ – ۱۹۹۵ء، تاریخ دمشق، الباب رملۃ بنت ابی سفیان صخر بن حرف، ج۶۹، ص۱۳۶

[38] الذھبی، سیر أعلام النبلاء، الباب زینب بنت ابی سلمہ، ج۳، ص ۲۰۰

[39] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاري، أبواب المساجد، باب إدخال البعیر في المسجد للعلۃ، حدیث ۴۵۲، ج۱، ص۱۷۷

[40] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاري، کتاب الجنائز، باب حد المرأۃ علی غیر زوجھا، حدیث ۱۲۲۲، ج۱، ص ۴۳۰

[41] ایضاً، کتاب الأنبیاء، باب قول اللہ تعالی، حدیث ۳۱۵۰، ج۳، ص۱۲۱۱،

[42] ایضاً، کتاب النکاح، باب {وأمھاتکم اللاتي أرضعنکم] النساء۲۳، حدیث ۴۸۱۳، ج۵، ص۱۹۶۱

[43] ایضاً، باب رقیۃ العین، حدیث ۵۴۰۷، ج۵، ص۲۱۶۷

[44] ایضاً، کتاب اللباس، باب إخراج المتشبھین بالنساء من البیوت، حدیث ۵۵۴۸، ج۵، ص۲۲۰۸

[45] ایضاً، کتاب الفتن، باب یأجوج ومأجوج، حدیث ۶۷۱۶، ج۶، ص۲۶۰۹

[46] اَبو داود سلیمان بن الأشعث السجستاني سنن ابو داؤد، دار الکتاب العربي، بیروت، کتاب الطھارة، باب مَن رَوی اَنَّ الْمُستَحَاضَةَ تَغْتَسِلُ لِکُلِّ صَلاَةٍ، حدیث ۲۹۳، ج۱، ص۱۱۸، ۱۱۲